لیے کلیسا قائم کیا۔ اسی وجہ سے پروٹسٹنٹ تحریکیں متحد نہ ہو سکیں۔ اُن کے اختلافات نے ایک طرف مجموعی حیثیت سے تحریکِ اصلاح کو کمزور کر دیا تو دوسری طرف اس سے رومن کلیسا اور پاپائیت کو اپنے بچاؤ کے لیے اچھے ہتھیار ہاتھ آئے اور وہ ان اصلاحی تحریکوں کا تابڑ توڑ جواب دینے کے قابل ہو سکے۔

کالون نے کلیسا کو حکومت سے آزاد رکھا۔ وہ کلیسا کو حکومت وقت کا ایک ماتحت شعبہ بنانا نہیں چاہتا تھا جیسا کہ اصلاح کے بعد انگلستان میں اور لوتھر کی تحریک کے نتیجہ میں جرمنی میں ہوا۔ وہ حکومت اور کلیسا کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا چاہتا تھا۔ کلیسا کے نظم و نسق میں اس نے پادریوں کے ساتھ "کاسبین" (Laity) کو بھی شریک رکھا۔ کلیسا کی اعلیٰ ترین کونسل چھ پادری اور بارہ "کاسبوں" پر مشتمل ہوتی تھی۔ اِس کونسل کو امور مذہبی کی نظامت اعلیٰ (Consistory) سمجھنا چاہیے۔ کلیسائی اور غیر کلیسائی افراد کی یکجائی سے مذہبی معاملات میں عوام کی راست شرکت اور تعاون کا ایک مفید ذریعہ ہاتھ آیا اس کی وجہ سے کالونی مذہب کی سوتیں کبھی خشک نہ ہو سکیں۔ معاشرہ کی تمام سطحوں سے کلیسا کی آبیاری ہوتی رہی۔ نیز اس بات کا بھی انتظام کیا گیا تھا کہ ہر سطح پر جو کونسلیں قائم کی جائیں وہ منتخبہ ہوں۔ اس انتخابی عنصر نے کالون کے کلیسا کو جمہوریت پسند بنا دیا کالون کے کلیسا کی یہ وہ خصوصیات ہیں جو اس کو کمزور اور تنزل پذیر ہونے سے بچاتی رہیں۔ عوام سے اس کی قربت اور اس کے ارتباط نے اِس مذہب کو سولھویں اور سترھویں صدی میں ایسی جان بخش طاقت عطا کی جو لوتھر کے مذہب کو حاصل نہیں ہوئی۔ لوتھرن کلیسا، لوتھر کے مرنے کے بعد کمزوری اور اندرونی خلفشار کا شکار ہو گیا۔ کالون کے مذہب کی سخت گیری، درشتی، بے رحمی، مجنونانہ تنگ نظری اور عدم آشتی سب پر عیاں ہے۔ مگر ان مسلمہ نقائص کے باوجود اس مذہب نے یورپ کی زبردست اخلاقی خدمت انجام دی ہے اس نے یورپی معاشرہ کو جہاں جہاں اس کو

[illegible] لاحق و مصائب کے لیے سینہ سپر ہو جانے کا درس پڑھایا۔ اس مذہب کے پیروؤں کی جانبازی اور ایثار کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ فرانس جیسے کٹر رومن کیتھولک ملک میں پروٹسٹنٹ تحریک زندہ اور باقی رہ سکی۔ یہ کالون کے ہی پیرو تھے جنھوں نے نیدرلینڈ میں دولتِ ریزی ریپبلک قائم کی، اسکاٹ لینڈ کو پوپ کے چنگل سے آزاد کیا، انگلستان کے [illegible] انقلاب کا باعث ہوئے، اور جرمنی اور سوئزرلینڈ میں بھی جو علی الترتیب لوتھر اور زونگلی کی تعلیمات کا گہوارہ رہ چکے تھے، اپنے لیے جگہ پیدا کی۔ اس تحریک سے نہ صرف یورپ متاثر ہوا بلکہ نئی دنیا میں بھی اس نے ایک طاقتور موقف پیدا کر لیا۔ مے فلاور (May Flower) کے جہاز سے (۱۶۲۱) جو لوگ امریکہ گئے وہ اپنے ساتھ کالون کی تعلیمات لے گئے۔ نیو انگلینڈ کی نوآبادیات میں مذہب اور اخلاق کی جو بنیادیں رکھی گئیں وہ تمام تر کالونی تصورات کی رہینِ منت ہیں۔ انیسویں صدی تک اِن نوآبادیات کی سیاسی سماجی اور مذہبی زندگی میں اس مذہب کے نمایاں اثرات نظر آتے ہیں۔ اِن نئے معاشروں میں کالون کا تصورِ حیات، تصورِ مذہب اور تصورِ عقبیٰ رچا ہوا نظر آتا ہے۔

سیرت طیبہ

از جناب قاضی زین العابدین صاحب میرٹھی۔

پیغمبر اعظم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک نئی کتاب حدیث و تفسیر کی مستند کتابوں کی بنیاد پر مضامین روح پرور، زبان دلآویز اور انداز تعبیر دل نشین، جدید تعلیم یافتہ انگریزی داں اصحاب اور کالجوں کے طلبہ کے لیے قابل مطالعہ کتاب۔ صفحات: ۲۵۰ مجلد گرد پوش۔ قیمت /۱۵ روپے مجلد۔ پتہ: مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

83417
11-1-86

الواح الصنادید

پروفیسر محمد اسلم پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور۔

میں یکم اپریل ۱۹۸۲ء کو شام کی ٹرین سے کراچی جانے والا تھا کہ اسی صبح یہ اطلاع
کہ گذشتہ شب مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری انتقال کر گئے ہیں۔ میں ان کی نماز جنازہ
تو شرکت نہ کر سکا لیکن رسم سوئم میں شریک ہو گیا۔ اگلے روز میں ان کے ایک نواسے کو ساتھ
کر قبرستان گیا تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کی قبر کے قریب ہی ابراہیم جلیس اور شفیق بریلوی
خواب ابدی ہیں۔ میں نے ان کی قبروں پر نصب شدہ کتبے نقل کر لیے اور کراچی میں قیام
دوران میں ایک دن صرف مشاہیر کی قبروں کے کتبے نقل کرنے پر صرف کیا۔

یلک یلانے سے متصل قبرستان میں صدر دروازے سے دائیں جانب اندازاً تیس
کے فاصلہ پر ابراہیم جلیس کی قبر ہے۔ مرحوم روزنامۂ جنگ میں مزاحیہ کالم لکھا کرتے
۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس کے دونوں جانب عبارت کندہ ہے۔ باہر کی جانب
عبارت درج ہے:

آخری آرامگاہ

اردو زبان کے ممتاز طنز و مزاح نگار

ابراہیم جلیس

ندر کی جانب یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابراہیم جلیس

ولد

احمد حسین

تاریخ وفات

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۷ء

بروز بدھ

اس تمام عبارت کو آیت الکرسی گھیرے ہوئے ہے۔

ابراہیم جلیس کی قبر سے سرہانے کی جانب چند میٹر کے فاصلہ پر شفیق بریلوی کی قبر ہے۔ موصوف بڑے بلند پایہ شاعر اور مؤرخ تھے۔ انھوں نے ایک بڑی عمدہ کتاب اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ		بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ

یا اللہ بخش دے مجھے اور رحم کر مجھ پر اور شامل کر مجھے اپنے اعلیٰ رفیقوں میں

شفیق بریلوی

ولادت ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء

وفات ۱۹ رمضان ۱۴۰۱ھ / مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء

آسودہ خواب ہے یہاں وہ عاشق رسولؐ
جس نے تمام عمر کری مدحت رسولؐ
بخشش کو اس کی کافی ہے اک ارمغان نعت
نورِ آئی خدا ہو حامی، مددگار ہو رسولؐ

جگر مراد آبادی روڈ پر اسلامیہ لاء کالج کے صدر دروازے کے ساتھ ایک ریلنگ کے اندر عالم اسلام کی ایک مایۂ ناز ہستی محوِ خواب ابدی ہے۔ روز و شب میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان قریب سے گزر جاتے ہیں، ان میں سے شاید ہی کسی کو معلوم ہو کہ یہاں علامہ سید سلیمان ندوی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ان کی تدفین کے موقعہ پر سفیر شام نے یہ کہا تھا کہ ہم سید سلیمان ندوی کا جسد خاکی سپرد خاک نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام دفن کر رہے ہیں۔ سید مرحوم و مغفور کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قضینا علیہ الموت

مرقد انور

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی

علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۳۷۳ھ

کشودہ پر بہ تمنائے عالم باقی

زخاکدان فنا رخت زندگی بربست

نشان صاحب عرفان بزیر خاک مجو

ببیں کہ "تخت سلیمان بادج فردوس است"

۱۹۵۴ء

وفات	ولادت
کراچی یک شنبہ بعد مغرب	دیسنہ (بہار) جمعہ طلوع فجر
۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ	۲۳ صفر ۱۳۰۲ھ
مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء	مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء

علامہ سید سلیمان ندوی کی قبر سے تین چار میٹر کے فاصلہ پر ایک الگ چار دیواری میں مولانا شبیر احمد عثمانی رح شارح مسلم شریف آرام فرما ہیں لیکن ان کی قبر تک پہنچنے کے لیے اسلامیہ کالج کے اندر سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ مولانا عثمانی رح کی لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

تاریخ الوصال

۱۳۶۹ھ

مفسر و محدثِ اعظم

۱۹۴۹ء

قدسی اساس شیخ الاسلام

۱۳۶۹ھ

ماہ پاک فقیہِ ملک جامع علوم مولانا شبیر احمد عثمانی

۱۹۴۹ء

امام العلماء والمتقین رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۶۹ھ

۲۱ صفر ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء

روز سہ شنبہ بمقام بغداد الجدید بہاولپور

انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے صدر دفتر کے لان میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی قبر ہے۔ ان کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

☆ ☆ ☆ ☆

۴۸۶

غفر اللہ لہٗ

۱۳۸۱ھ

بابائے اُردو

مولوی عبدالحق

پیدائش　　　　وفات

۲۲ر جمادی الاوّل ۱۲۸۷ھ　　　　۱۴ر ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

مطابق

۲۰ر اگست ۱۸۷۰ء　　　　۱۶ر اگست ۱۹۶۱ء

طارق روڈ اور قائدین روڈ کے مقام اتصال پر جو قبرستان واقع ہے، اسے سوسائٹی کا قبرستان کہتے ہیں۔ قبرستان کے ایک کونے میں جامع مسجد ہے اور اس سے پانچ چھ میٹر کے فاصلہ پر ایک مسقف قبر ہے جس کی لوح پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام

فبای آلآءِ ربکما تکذبٰن

پروفیسر ابوبکر احمد حلیم

پیدائش یکم مارچ ۱۸۹۷ء

وصال ۲۰ر اپریل ۱۹۷۵ء

پروفیسر موصوف، جو علمی حلقوں میں ابا حلیم کے نام سے معروف تھے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پرو وائس چانسلر اور کراچی یونیورسٹی میں وائس چانسلر کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔

اسی قبرستان کے وسط میں ایک چھوٹی سی مسجد کے صحن میں مولانا اشرف علی تھانوی رح کے خلیفہ اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی مفتی محمد حسن امرتسری رح آسودۂ خاک ہیں۔ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے، اس پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

—— ۱۹۶۱ ——

اے کہ برما می روی دامن کشاں

از سر اخلاص الحمدے بخواں

قطعہ تاریخ وفات

چو مفتی محمد حسن رخت بست	رواں شد برائے جہانے دگر
بجاں کشتہ تیغ تسلیم شد	کہ از عجب جان ہر زمانے دگر
بگفتم بیک مصرع تاریخ و بیچ	بدست آمدہ صنعت خوب تر
روئے[1] بشارت بگو اصطفا	شفیعش محمد حسن راہبر

۱۳۷۸ + ۲ = ۱۳۸۰ھ

مفتی محمد حسن رح کے پہلو میں پاکستان کے ایک مخلص اور دیانتدار وزیراعظم چوہدری محمد علی محو خواب ابدی ہیں۔ چوہدری صاحب کی لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

[1] بشارت کے چہرے یعنی اول حرف "ب" کے ۲ عدد دوسرے مصرعہ کے اعداد میں کرنے سے تاریخ نکلتی ہے۔ (نتیجہ فکر حاجی محمد اصطفا خاں لکھنوی)

چوہدری محمد علی

ولد

چوہدری خیرالدین

پیدائش ننگل انبیا، ضلع جالندھر ۱۹۰۵ء

تاریخ وفات یکم دسمبر ۱۹۸۰ء کراچی

چوہدری محمد علی کی قبر سے اندازاً پچیس تیس میٹر کے فاصلہ پر جانب غرب پاکستان کے ایک اور وزیراعظم آئی، آئی، چندریگر دفن ہیں۔ ان کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق حق حق

کل من علیہا فان ۰ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

مرقد پاک اسمٰعیل ابراہیم چندریگر

تاریخ وصال

۴ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۶۰ء

ان کی قبر سے متصل ان کی اہلیہ بیگم حلیمہ چندریگر متوفیہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۵ء اور ان کے فرزند عبداللہ اسمٰعیل متوفی ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء کی قبریں ہیں۔ ان قبروں کے اوپر ایک چھت بھی ہے۔

ناظم آباد کا ایک حصہ پاپوش نگر کے نام سے مشہور ہے۔ پاپوش نگر کے قبرستان میں کراچی کے بہت سے شعراء اور ادباء دفن ہیں، اس قبرستان کا شمال مشرقی گوشہ تو بجا طور پر دلیسٹ منسٹر ایبے کہلانے کا مستحق ہے۔ اسی گوشے میں اردو زبان کے مشہور ادیب اور نقاد نیاز فتحپوری آسودۂ خاک ہیں، ان کے بارے میں یہ بات زبان زد خلائق ہے کہ وہ اللہ، رسول، قرآن اور اسلام کو نہیں مانتے تھے، لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ

ان کی قبر پر کلمہ طیبہ کندہ ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد ایوب قادری، نیاز صاحب مانیں نہ مانیں، کلمہ ان کی قبر پر نقش کالحجر ہے۔ اور اپنی صداقت منوا رہا ہے۔ نیاز کی قبر پر یہ عبارت کندہ ہے:

۷۸۶

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نیاز فتحپوری

۱۳۰۲ھ ——— ۱۳۸۶ھ

بیا بخاکِ من و آرمیدنم بنگر

نیاز صاحب کی قبر کی پائنتی پانچ چھ میٹر کے فاصلے پر ڈاکٹر ظہیر الدین احمد جامعی محوِ خواب ابدی ہیں۔ ان کی لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر ظہیر الدین احمد جامعی

سابق صدر شعبۂ مذہب و ثقافت جامعہ عثمانیہ

تاریخ وفات ۶ شوال ۱۳۸۶ھ ۷ جنوری ۱۹۶۷ء روز یکشنبہ

اچھے خاصے تھے کہ لینے کو قضا آ ہی گئی

دل ہمارے اُڑ گئے اک اداسی چھا گئی

اے ادیب دہلوی کر تو دعائے مغفرت

اللہم اغفر ظہیر الدین احمد جامعی

۱۳۸۷ھ

نیاز فتحپوری کی قبر سے قریب ہی سندھ یونیورسٹی کے نامور استاد اور شعبۂ اردو کے سابق سربراہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کے مرشد گرامی قدر سید زوار حسین شاہ

...مزار ہے۔ ان کی قبر کچی ہے اور اس پر لوہے کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر ...رف ان کا نام لکھا ہوا ہے۔

شاہ صاحب نے عمدۃ السلوک، زبدۃ الفقہ، عمدۃ الفقہ، انوارِ معصومیہ (حیات خواجہ محمد معصوم سرہندی) حیاتِ سعیدیہ (سوانح خواجہ محمد سعید قریشی احمد پوری) ...ور حیاتِ مجدد الف ثانی جیسی کئی بلند پایہ کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے علاوہ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی دو تصانیف، مبدأ و معاد اور معارف لدنیہ، اور خواجہ محمد معصوم سرہندی کے مکتوبات کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ان کی یہ تمام تصانیف ادارۂ مجددیہ کراچی نے شائع کی ہیں۔

شاہ صاحب کے مزار سے چند میٹر کے فاصلہ پر جانب شمال مشہور اہل قلم ابن صفی دفن ہیں۔ مرحوم سسپنس ڈائجسٹ کے مدیر تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں کئی ...سوسی ناول اور سینکڑوں جاسوسی کہانیاں لکھی ہیں مجھے یہ لکھنے میں کوئی باک ...ہیں کہ پاکستان میں یہ فن ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے۔ ابن صفی کی لوحِ مزار پر یہ عبارت ...رج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل من علیہا فان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دائمی آرام گاہ

ابن صفی

اسرار احمد (ابن صفی)

تاریخ پیدائش ۲۶ جولائی ۱۹۲۸ء تاریخ وفات ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء

...ذاکر حسین شاہ صاحب کے مزار سے جانب شرق چند میٹر کے فاصلہ پر ایک

چار دیواری کے باہر — قبرستان خاندانِ ملاّ واحدی — کی تختی لگی ہوئی ہے۔ اس چار دیواری کے اندر پانچ قبریں ہیں، ان میں سب سے نمایاں قبر ملاّ واحدی کی ہے۔ ان کی لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمتی وسعت کل شیءٍ

اپنی قبر کا یہ کتبہ میں خود لکھوا رہا ہوں

میرا نام محمد ارتضیٰ تھا

لیکن لوگ مجھے ملاّ واحدی کہہ کر پکارا کرتے تھے

تاریخ ولادت ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۰۵ھ

مطابق ۱۷ مئی ۱۸۸۸ء

تاریخ وفات ۲۲ اگست ۱۹۷۶ء

ما نقدِ عمر صرفِ رہِ یار کردہ ایم

کارے کہ کردہ ایم ہمیں کار کردہ ایم

ان کی قبر سے متصل ان کی اہلیہ منظور فاطمہ کی قبر ہے، جس پر تاریخ وفات ۱۳ فروری ۱۹۷۱ء درج ہے۔ ملاّ واحدی کی خاندانی ادوار سے جانب جنوب پروفیسر مسلم عظیم آبادی مترجم "ہندوستان میں وہابی تحریک" کی اہلیہ حفصہ مسلم کی قبر ہے اور ان کی قبر سے جانب جنوب چوہدری غلام محمد امیر جماعت اسلامی کراچی دفن ہیں۔

پاپوش نگر کے قبرستان کے وسط میں حیرت شاہ وارثی کا مزار ہے۔ موصوف بیدم وارثی کے شاگرد اور مرید تھے۔ ان کا نام رحیم بخش تھا، لیکن حیرت وارثی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ان کی قبر ایک وسیع احاطے کے اندر ہے اور اس پر عمارت بنی ہوئی ہے۔ ان کی لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے :